ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

نزیر احمد
پی ایچ ڈی اسکالر، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور
پروفیسر ڈاکٹر گلشن طارق
لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

انجمن ترقی اردو کی خدمات اور اہداف۔۔۔ایک تجزیہ

Nazir Ahamad
Phd. Scholar, Lahore Garrison University, Lahore.
Prof. Dr. Gulshan Tariq
Lahore Garrison University, Lahore

Services and Targets of Anjuman-i Taraqqi-i Urdu: An Overview

This article aims to present an overview of the services and targets of Anjuman-i Taraqqi-i Urdu. For this purpose, library based approach has been adopted to collect the material from different sources e.g. Urdu journal, and other books published about the Anjuman-i Taraqqi-i Urdu from time-to-time. The material (obtained from different sources) has been critically reviewed. As a result, Anjuman-i Taraqqi-i Urdu has been found to focus on different target related with the development of Urdu language e.g. promotion and dissemination of Urdu, publication of critical literature, and continuous publication of the Urdu journal, and resumption of the publication of classical Urdu texts. Anjuman-i Taraqqi-i Urdu has been found successful in achieving the targets related with the publication of classical, and critical texts. However, it has been found unsuccessful to achieve the targets related with the promotion and dissemination of Urdu language, and the continuous publication of the Urdu journal because of a number of factors e.g. lack of sufficient funds, and internal conspiracies. These findings lead to conclude that Anjuman-i Taraqqi-i Urdu rendered useful services however it remained partially successful in the achievement of its targets. Therefore, Anjuman-i Taraqqi-i Urdu is proposed to increase its

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

funds, and appoint sincere team members like Malvi Abdul Haq, Jamil-ud-Din Aali, Mushfiq Khawaja and Akhtar Hussain for the successful achievement of its targets.

Key Words: *Achievements and failures, Anjuman-i Taraqqi-i Urdu; services, targets.*

انجمن ترقی اردو " کی اہمیت کا جائزہ اس بات کا متقاضی ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ انجمن ترقی اردو کی خدمات کیا ہیں اور یہ زبان و ادب کے لیے کیوں کر اہمیت اختیار کر گئی۔ڈاکٹر محمد یونس بٹ نے اپنی مطبوعہ کتاب" انجمن ترقی اردو (ہند) تاریخ اور خدمات (1947تک)"کے پیش لفظ میں لکھا ہے کہ انجمن ترقی اردو ایک زندہ اور فعّال تحریک تھی جس نے اردو زبان کو رفعت بخشی اور دنیا کی دیگر ترقی یافتہ زبانوں کے ہم پلہ کرنے کی مساعیٔ جمیلہ کی ہے۔اردو زبان و ادب کو پروان چڑھانے میں انجمن ترقی اردو ہند کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئےڈاکٹر یونس بٹ نے لکھا ہے۔

> "آزادی سے بہت پہلے1903 ء میں کچھ اہل علم اور دانشور حضرات نے اس انجمن کی بنیاد رکھ کر اپنی نکتہ رسی ،دور بینی،حالات کی رفتار سے مستقبل کی پیش بینی کا جو بہترین ثبوت فراہم کیا ہے اس کی قدروقیمت کا آج صحیح اندازہ ہوتا ہے ،اہل علم حضرات خوب واقف ہیں کہ آزادی کے بعد اردو زبان کو جنون سیاست کا شکار ہو کر خار دار وادیوں سے گزرنا پڑا ہے،لیکن یہ انجمن ترقی اردو(ہند) ہی کا فیض ہے کہ ان روح فرسا حالات سے گزرنے کے باوجود آج بھی وہ زندہ ہے اور صحت مند بھی ،یہ صدق ہے انجمن ترقی اردو کے مخلص بانیوں اور کارکنان کی مخلصانہ جدوجہد کا[1]"

انجمن ترقی اُردو کا قیام اس وقت عمل میں آیا جب علی گڑھ والوں نے ایک تعلیمی کانفرنس کے دوران ایک شعبہ علمیہ کے قیام کی منظوری دی اور اس شعبہ علمیہ کو جس نام سے پکارا گیا،وہ نام تھا انجمن ترقی اردو۔یہ انجمن دراصل دہلی کے اجلاس میں جنوری 1903 ء میں بنائی گئی۔اس کے پہلے صدر پروفیسر ٹامس آرنلڈ بنے اور سیکریٹری کا قرعہ مولانا شبلی نعمانی کے نام نکلا۔سید ہاشمی آفریدی نے انجمن کو سرسیّد کی" سائنٹیفک سوسائٹی " کی صدائے بازگشت کہا۔انجمن معرض وجود میں تو آ گئی لیکن انجمن کو

چلانے کے لئے مستقل آمدنی کی ضرورت تھی جو اس وقت انجمن کے پاس نہیں تھی۔انجمن نے کئی سال کسمپرسی کے عالم میں گزارے۔1912 ء میں برطانوی عہد کا دوسرا اور آخری دربار دہلی منعقد ہوا۔اس میں ایک فرنگی بادشاہ کے لئے رسم تاج پوشی کا اہتمام کیا گیا۔کانفرنس کے سربراہ صاحب زادہ آفتاب احمد خان تھے۔انجمن ترقی اردو کا شعبہ عزیز مرزا کے انتقال کے بعد خالی ہو گیا تھا۔لہٰذا انجمن کے سیکرٹری صاحب زادہ کی تجویز کے مطابق مولوی عبد الحق کو سیکریٹری کے لئے نامزد کیا گیا جو حاضرین جلسہ کی طرف سے منظور کر لیا گیا۔یہ بات ناقابلِ فراموش رہے گی کہ جب انجمن ترقی اردو کا شعبہ علی گڑھ سے اورنگ آباد منتقل ہوا تو انتہائی تہی دست تھا۔ورثے میں ایک پرانا بوسیدہ صندوق،ایک رجسٹر،چند پرانے مسوّدات،ایک قلم، ایک دوات اور بس۔یہ تھا معتمد چہارم کا کل اثاثہ۔ مولوی عبد الحق کے لئے یہ ایک بہت بڑا چیلنج تھا اور مولوی صاحب کے حوصلے اور عزم و استقلال نے خندہ پیشانی سے اس ساری صورتِ حال کو اس لئے قبول کر لیا کہ عظیم اور پختہ دماغ انسانوں کے لئے انسانی وسائل معنی نہیں رکھتے۔اقبال کے مشہورِ زمانہ اس مصرعے کے مصداق کہ

"مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

"انجمن" کو بحرانی کیفیات سے نکال کر ترقی کے راستے پر گامزن کرنے کے لئے سرمائے کی فراہمی کے علاوہ لوگوں کو انجمن کے مقاصد کی طرف راغب کرنے کے لئے باقاعدہ تبلیغ کی ضرورت تھی۔ رودادیں اور اطلاعات چھپوانے اور اردو کو علمی و ادبی زبان بنانے کے لئے وکالت کی اشد ضرورت تھی۔ جس کے لئے مولوی عبد الحق انتھک محنت کر رہے تھے۔مختلف شہروں میں انجمن کی شاخوں کے قیام کے لئے دوڑ دھوپ کی جا رہی تھی۔پہلی شاخ اورنگ کے آباد کے ضلع پربھنی میں ،پھر لکھنؤ،کان پور،بھوپال اور جالنہ میں قائم ہوئیں ۔

1920ء تک ان کھولیں گئی شاخوں کی تعداد چالیس تک جا پہنچی۔اردو کتب خانے،انجمنیں اور مدرسوں کا قیام عمل میں لا کر انجمن کی طرف سے بطور اعانت مطبوعات شائع کی جاتیں۔تاریخ،فلسفہ،تذکرہ اور سوانحی موضوعات پر تراجم ہوئے اور تصنیفات چھاپی گئیں۔ قدیم تذکرہ

ISSN(P): 2709-9636 | ISSN(O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

نکات الشعراء چھپا۔حفظانِ صحت اور نباتات پر مبنی رسائل بھی منظر عام لائے گئے۔سید ہاشمی فرید آبادی مطبوعات کے معیار کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"کتابوں کا ظاہری یا معنوی معیار یورپ کی اعلیٰ مطبوعات کی سطح تک نہیں آیا مگر قدم ضرور بڑھ رہے تھے۔اردو کو ایک جدید علمی زبان بنانے کی آرزو قوی تر ہوتی جاتی تھی[۲]"

ریاست حیدر آباد میں مولوی مرزا عزیز کے جانشین مسٹری حیدری نے انجمن کو تین ہزار سالانہ کی امداد دلوائی۔سر اکبر حیدری نے دل کھول کر انجمن کی مالی اعانت کی۔مولوی وحیدالدین سلیم نے شعبہ علمیہ انجمن ترقی اردو کے ایک ذیلی اجلاس کی صدارت کے دوران اپنے خطبہءِ دلپذیر میں انجمن کے مقاصد واضح کرتے ہوئے کہا کہ اردو زبان کی ترقی،بلند معلوماتی افکار کی فراہمی اس کا سب سے بڑا مقصد ہے ۔زبان کی حفاظت کرنا ،معلومات کا سرمایہ اکٹھا کرنا،اس کی توسیع اور اشاعت کرنا ہم پہ فرض ہے۔1920ء میں مولوی وحیدالدین سلیم کی لِسانی تحقیقات" اصول وضع اصطلاحات علمیہ "اور ڈاکٹر عبدالرحمن بجنوری کا یادگار مقالہ" محاسن کلام غالب"طبع ہوئے۔

"انجمن ترقی اردو" کے قیام کے پیچھے سر سید احمد خان کی اس تعلیمی تحریک کے اثرات ہیں جس کو انھوں نے ملک گیر پیمانے پر پھیلا دیا تھا۔ملک میں سر سید نے متعدد سکولوں اور کالجوں کے قیام کو ضروری جانا تھا۔انیوسویں صدی میں اردو زبان کی ترویج و نفاذ کے خلاف ہونے والی سازشوں کے وسیع اثرات کا دائرہ بیسویں صدی کو بھی متاثر کر رہا تھا۔ایسے میں ضروری تھا کہ اردو زبان و ادب کی اصلاح کر کے اسے ترقی کے راستے پہ ڈالا جائے۔ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب انگریزوں کی لسانی پالیسی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"انجمن ترقی اردو ہند کے تاریخی پس منظر کے باب میں انگریزوں کی لسانی پالیسی اور یہاں کے اکثریتی طبقہ کے اردو مخالف رویے کا مجملاً تذکرہ بھی ضروری ہے۔کلکتہ میں فورٹ ولیم کالج کا قیام(10 جولائی1800 ء) بظاہر اردو کے حق میں مفید معلوم ہوا لیکن اسی کالج کے ذریعہ ملک میں لسانی اختلافات کی بنیاد بھی

رکھی گئی۔جب اردو شعبہ ہندوستان کے صدر جان گلگرسٹ نے للو جی لال" پریم ساگر"فارسی اور ناگری دونوں رسم الخط میں لکھوائی[۳]"

اردو زبان کی مخالفت کا جو طوفان اٹھا تھا وہ ابھی تھا نہیں بلکہ کسی نہ کسی شکل میں اردو زبان کی فضا کو مکدّر کرنے میں لگا ہوا تھا۔گورنر سر انٹونی میکڈانل کے دور میں ہندی اور ناگری زبان کی تحریک ایک عرضداشت ساٹھ ہزار دستخطوں کے ساتھ گورنر انٹونی کے سامنے اس غرض سے پیش کی گئی کہ ہندی کو سرکاری اور تعلیمی زبان کا درجہ دیا جائے۔سرسید نے اردو مخالف عرضداشت کے خلاف بند باندھنے کے لئے اردو کی حمایت میں ایک مضمون"متعلق اردو ناگری "لکھ کر 19 مارچ1898 ء کو علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں شایع کیا۔لیکن میکڈانل نے 18 اپریل1900 ء کو اردو کی مخالفت کرتے ہوئے ہندی کی حمایت میں فیصلہ صادر کر دیا۔انجمن ترقی اردو کی ادبی خدمات کے حوالے سے مولانا شبلی نعمانی نے خاص کردار ادا کیا۔اہم موضوعات پر کتب کی تالیف و ترجمہ کے لئے اشتہار دیے جو اس بات کا عندیہ تھے کہ انجمن اردو ادب کی ترویج کے لئے ہمہ وقت کوشاں ہے ۔اس حوالے سے ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب رقم طراز ہیں:

"تالیف و ترجمہ اور اشاعت کا کام شبلی کی معتمدی کے زمانے سے ہی شروع ہو گیا تھا اور تقسیم ملک تک آتے آتے انجمن ترقی اردو (ہند) نے ادبیات سے متعلق مختلف اصناف پر تصنیف و تالیف اور تراجم کا قابل قدر سرمایہ فراہم کر دیا تھا۔نشیب و فراز کے مراحل سے گزرتے ہوئے انجمن ترقی اردو اس وقت تک برصغیر کا سب سے اہم اور فعّال ادارہ بن چکی تھی[۴]"

ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب نے صنف اور موضوع کے اعتبار سے ادب کے تعارف کو ذیل کے ابواب میں یوں تقسیم کیا ہے۔

افسانوی ادب، غیر افسانوی ادب ،شاعری،تاریخ ادبیات،خطبات و مقالات،شعرائے اردو کے تذکرے، تحقیق و تنقید اور متفرقات۔

1912ء کو ایجوکیشنل کانفرنس کے منعقدہ اجلاس میں سرسید کے تربیت یافتہ، محسن الملک رفیق کار، حالی کے عقیدت مندوں کی طرف سے مولوی عبد الحق کو سیکریٹری مقرر کر دیا گیا تو مولوی عبد الحق اردو زبان و ادب کی ترقی کے لئے سر تا پا مستعد ہو گئے اور انجمن ترقی اردو کا سب سے معتبر حوالہ بن گئے۔بابائے اردو کی نشت،برخاست،خوابیدگی اور بیداری میں فقط انجمن ترقی اردو کی ترقی اور خوش حالی کا خواب تھا۔انجمن سے ان کی نسبت اتنی مضبوط تھی کہ جناح ہسپتال کراچی کے بستر مرگ پر بھی "قاموس الکتب"جلد اول کا مقدمہ لکھنے میں منہمک تھے۔

مولوی عبد الحق اردو زبان کی ترویج اور خوش حالی کے لئے کس قدر فکر مند تھے اس کا اندازہ سہ ماہی" اردو۱۹۲۱ء" کے اولین رسالے میں ان کے پہلے اداریے سے لگایا جا سکتا ہے۔مولوی صاحب کی تحریروں سے یہ بات منکشف ہوتی ہے کہ انجمن ترقی اردو کے نمائندگان اور بذات خود مولوی عبد الحق صاحب ایک طرف تو انجمن کی ترقی کے خواہش مند تھے اور دوسری طرف ایک ایسے نئے رسالے کے اجراء کے خواہاں تھے جو کلاسیکی متون کی بھی حفاظت کرے اور زبان کے تقاضوں کے مطابق اردو زبان کی تمام خامیوں کو دور کرنے میں بھی اپنا کردار ادا کرے۔اس حوالے سے مولوی عبد الحق لکھتے ہیں:

> "سب سے پہلے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ یہ رسالہ خالص ادبی ہو گا۔یہ مثل کشکول کے نہ ہو گا جس میں ہر قسم کی رطب و یابس اور انمل بے جوڑ مضامین بھر دیے جاتے ہیں اور کوئی خاص مقصد پیش نظر نہیں ہوتا۔صرف پیشانی پر اس قدر لکھ دینا کافی ہے"ادبی،اخلاقی،تاریخی،سیاسی رسالہ"۔میں نے یہ تعریضا نہیں کہا،ملک کو ایسے رسالوں کی بھی ضرورت ہے ۔مگر انجمن کا رسالہ ادب اور اس کے متعلقات کی حد سے آگے بڑھنا نہیں چاہتا[۵]"

بابائے اردو کی نگاہوں میں ادب کی خدمت کا نقشہ کچھ اس طرح سے تھا کہ وہ بیک وقت قدیم و جدید روایات کے تسلسل اور نشوونما کے زبردست حامی تھے۔ خفیہ کلاسیکی متون کی باز یافت سے وہ نسل نو کی ادبی آبیاری کرنا چاہتے تھے۔جدید ادبی رجحانات کی کھوج لگا کر ان کے تقاضوں کا اثبات

چاہتے تھے۔یہ سب کچھ یقیناً اسی وقت ہو سکتا تھا جب علیحدہ سے کوئی ایسا رسالہ موجود ہو جو ان کی ساری خواہشات کو اپنے اندر ضم کر لے۔

ڈاکٹر حنیف فوق اس حوالے سے لکھتے ہیں۔

"بابائے اردو مولوی عبد الحق اردو کی قدیم روایات کے پروردہ اور جدید رجحانات کے پرورندہ تھے۔اردو کے متعدد پوشیدہ خزانوں کو منظر عام پر لا کر ان سے ادبی تاریخ کے نئے گوشوں پر روشنی ڈالنے میں ان کا بڑا حصہ ہے۔ان کی قدیم اور جدید سے بہ یک وقت دل چسپی ادبی ترقی کے مجموعی شعور کا عکس تھی۔چناں چہ جہاں وہ کلاسک کی نئ دریافتوں کو ملحوظ خاطر رکھتے تھے ،وہاں ادب کے بارے میں ان کا مثبت ارتقائی رویہ نئے ادبی رویوں کو تقویت پہنچاتا رہا تھا۔اس ادبی رویے میں جو گردوپیش کا شعور رکھتا تھا،انسان دوستی کو بڑا مقام حاصل تھا[۶]"

سر سید اور حالی کی تحریروں سے عقلیت پسندی کی جو شعاعیں منعکس ہوئیں ان سے تاریخ و تہذیب کے ارتقاء کی واضح صورت ہمارے سامنے آ جاتی ہے ۔مذکورہ بالا دونوں شخصیات نے حقیقت پسندی کے بجھے چراغوں کو جس طرح سے روشن کر کے معاشرے اور ادب کے مرجھائے چہروں کو حیات نو بخشنے کی کوشش کی تھی،وہی تصور،وہی ادراک اور وہی جدوجہد ہمیں مولوی عبد الحق کے ہاں بھی ملتی ہے ڈاکٹر حنیف فوق اس حوالے سے لکھتے ہیں۔

"سرسید اور حالی کے ساتھ ہی اگر بابائے اردو مولوی عبد الحق کی ادبی اور لسانی کاوشوں کو بھی شامل کر لیا جائے تو اس سے تہذیبی جدوجہد کے خطوط روشن ہو جاتے ہیں کہ جس نے بالآخر کوفہ و بغداد سے الگ تازہ بستیوں کی صورت آفرینی کی تھی[۷]"

مولوی عبد الحق اردو زبان و ادب کو بین الاقوامی زبان و ادب کے برابر کھڑا کر کے اسے آفاقی بنانا چاہتے تھے۔اس لئے انھوں نے لڑکپن کا کھیل کود،جوانی کی امنگیں اور بڑھاپے کا آرام سب اردو زبان پہ قربان کر دیا۔زبان و ادب کے اس اسیر کے سر پہ فقط ایک ہی دھن سوار تھی کہ

اردو ،دنیا کی دیگر فصاحت و بلاغت کی امین زبانوں کے مقابل کھڑی ہو اور دنیا میں یہ پاکستانی قوم کی شناخت کا ذریعہ بن جائے۔یہ امر بیل کی طرح دنیا کی سایہ دار اور خوش حال زبانوں پر حاوی ہو جائے۔اس مقصد جلیلہ کی خاطر مولوی صاحب نے ہر وہ طریقہ اختیار کیا جو اردو زبان کو رفعت بخشے۔

اس حوالے سے ڈاکٹر سیّد معراج نیر لکھتے ہیں۔

> "مضامین لکھے،خاکے قلم بند کیے،تبصرے تحریر کیے،رسالے نکالے،دور افتادہ مقامات پر اردو کے مدرسے قائم کیے،انجمن ترقی اردو کی شاخیں کھولیں،قاعدے لکھے اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر قدیم مخطوطات منظر عام پر لائے تا کہ اردو کی قدامت کو ثابت کیا جا سکے۔ان کی یہی ولولہ انگیز شخصیت میرے لئے باعث کشش ہوئی[۸]"

اردو اور مولوی عبدالحق ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔مولوی صاحب کی ذات اردو سے الگ کر دیں تو اردو نہیں رہتی،اردو کو مولوی صاحب کی ذات سے جدا کر دیں تو مولوی صاحب اس ویران اور تنہا شجر کی طرح ہو جاتے ہیں جس کی نہ بالیاں ہوں، نہ پتے ہوں، نہ شاخیں ہوں ۔جس انسان کی آرزوئیں،تمنائیں اور خواہشات کسی کی ذات پہ نچھاور ہو جائیں وہ مَن و تو کا فرق مٹا کر یک جان دو قالب کی حیثت اختیار کر لیتے ہیں۔ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی مولوی عبد الحق کو عاشق اردو کے نام سے موسوم کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> "کبھی اس کی حفاظت کے لئے اپنی زندگی بھر کی پونجی نذر کر دینا پڑی۔کبھی ملک کے سیاست دانوں سے اس کی خاطر ٹکر لی۔کبھی مذہب والوں سے الجھنا پڑا۔کبھی دشمنوں کو للکارا،کبھی دوستوں کو ابھارا،کبھی دشمنوں کی خوشامد کی ،کبھی دوستوں سے مخالفت کی۔غرض":جو نہ کرنا تھا کیا، اے جانِ جاں تیرے لئے."اپنی مادری زبان سے عشق جب اس حد اور شدت کو پہنچ جائے تو انھیں عاشق اردو کہیے،بابائے اردو قرار دیجئے یا انجمن ترقی اردو کہہ لیجئے،تخاطب کا ہر لباس اس قد پر موزوں ٹھہرتا ہے[۹] "

مولوی عبدالحق اردو زبان اور اردو ادب کے ہر گوشے میں جھانک کر خامیوں اور خوبیوں کا جائزہ لے کر آگے بڑھتے ہیں۔ تحقیق ہو ، تنقید ہو یا تدوین ہو ،مولوی صاحب ہر اس کام کی تکمیل کو اپنا فریضہ خیال کرتے ہیں جو اردو کی تقویت کا باعث بنے۔

ڈاکٹر شازیہ عنبرین "مقدمات عبدالحق "کے حوالے سے لکھتی ہیں۔

"ان مقدمات میں مولوی صاحب نے بہت سے تحقیقی انکشافات بھی کیے۔ان میں سے بہت سے نکات ایسے بیان کیے جن پر جدید محققین نے اپنی تحقیقات کی بنیادیں استوار کیں لیکن جدید تحقیق کی روشنی میں ان کی بعض تحقیقی اغلاط کی نشان دہی بھی کی گئی اور اغلاط ہمیشہ تحقیق و جستجو کے تعاقب میں رہتی ہیں۔ادبی اور علمی معاملات میں ایسی تحقیق جو خطا و سہو سے بری ہو شاذو نادر ہی ہوتی ہے۔ غلطی ترقی کے مانع نہیں بلکہ اغلاط ہمیشہ صحت کی طرف رہنمائی کرتی ہیں اور آنے والوں کے لئے نئے راستوں کی نشان دہی کرتی ہیں۔مولوی عبدالحق کی تحقیق و تدوین میں جن اغلاط کی نشان دہی کی گئی وہ اپنی جگہ بجا ہیں۔لیکن قابل ذکر بات یہ ہے کہ مولوی عبد الحق کی تحقیقی کاوشوں اور قدیم دکنی مخطوطات کی تصحیح و ترتیب کی بدولت ہی اردو میں ترتیب و تدوین متن کی روایت کا با ضابطہ آغاز ہوا[۱۰]"

انجمن ترقی اردو کا وجود اردو زبان و ادب کے فروغ کے سلسلے میں کتنا ضروری تھا،اس حوالے سے ساری گفتگو کا ماحصل یہی ہے کہ جس طرح مختلف مقاصد کے حصول کے لیے تنظیمیں اور انجمنیں معرضِ وجودمیں آتی ہیں اور مقاصد کی تکمیل تک میدان میں ڈَٹی رہتی ہیں۔اسی طرح انجمن ترقی اردو جسے مولوی عبدالحق اور رفقا نے پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کیا تھا اور اس کے بعد اب تک کی صورت حال یہ واضح کرنے لیے کافی ہے کہ انجمن کے وجود اور انجمن کی ترقی نے اردو زبان و ادب کی خدمت میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

حوالہ جات

۱۔یونس محمد، ڈاکٹر،انجمن ترقی اردو) ہند (تاریخ اور خدمات،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی،2008ء،ص۔۶

۲۔ہاشمی فرید آبادی،سید،پنجاہ سالہ تاریخ انجمن ترقی اردو،انجمن ترقی اردو پاکستان ،اشاعت ثانی 1987ء،ص۔36

۳۔شہاب الدین ثاقب،ڈاکٹر،انجمن ترقی اردو کی علمی و ادبی خدمات،ایجوکیشنل بک ہاؤس مسلم یونیورسٹی مارکیٹ علی گڑھ،1990ء،ص۔ 33

۴۔شہاب الدین ثاقب،ڈاکٹر،انجمن ترقی اردو ہند کی علمی و ادبی خدمات،ایجوکیشنل بک ہی ہاؤس مسلم یونیورسٹی علی گڑھ،1990ء،ص97

۵۔عبدالحق،مولوی،ڈاکٹر،اردو کا پہلا اداریہ مشمولہ بیاد بابائے اردو مولوی عبد الحق ،انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی،2007ء،ص۔7

۶۔حنیف فوق،ڈاکٹر،بابائے اردو کے لسانی،تنقیدی اور تہذیبی تصورات مشمولہ بیاد بابائے اردو مولوی عبدالحق(سہ ماہی اردو)،انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی ،2007ء،ص۔68

۷۔حنیف فوق،ڈاکٹر،بابائے اردو کے لسانی،تنقیدی اور تہذیبی تصورات مشمولہ بابائے اردو مولوی عبدالحق(سہ ماہی اردو)،انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی،2007ء،ص۔69

۸۔معراج نیر،سید،ڈاکٹر،مولوی عبد الحق بطور محقق مشمولہ بابائے اردو مولوی عبد الحق (سہ ماہی اردو،)انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی،2007ء،ص۔100

۹۔نورالحسن ہاشمی،ڈاکٹر مشمولہ بیاد بابائے اردو مولوی عبدالحق ،(سہ ماہی اردو) ،انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی،2007ء،ص۔104

۱۰۔شازیہ عنبرین،ڈاکٹر،مولوی عبدالحق بطور مرتب و مدون،انجمن ترقی اردو پاکستان ،2009ء،ص۔393